باب

10

5169CH10

دیسی لوگوں کی بے دخلی
(DISPLACING INDIGENOUS PEOPLES)

اس باب میں امریکہ اور آسٹریلیا کے اصل باشندوں کی تاریخ کے کچھ پہلوؤں کو بیا ن کیا جائے گا۔ آٹھویں باب میں جنوبی امریکہ میں اسپینی اور پرتگالی آباد کاری کی تاریخ کا تذکرہ ہوا تھا۔ اٹھارھویں صدی عیسوی سے جنوبی امریکہ، میکسیکو، شمالی امریکہ، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے مزید علاقوں میں یوروپ کے تارکین وطن آکر بسنے لگے۔ جس کے نتیجے میں بہت سے اصل باشندوں کو دوسرے علاقوں میں جانا پڑا، یوروپی آبادیوں کو "کالونی" کا نام دیا گیا۔ جب ان کالونیوں کے یہ یوروپی باشندے یوروپ کے مادری وطنوں (Mother-country) سے آزاد ہو گئے تو یہ کالو نیاں اسٹیٹ (ریاستیں) یا آزد ممالک بنا گئیں۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں ایشیائی ممالک کے لوگوں نے بھی ان ملکوں کی طرف ھجرت کی اور آج ان ملکوں کی آبادی کا عظیم تر حصہ یوروپی اور ایشیائی باشندوں پر مشتمل ہے جبکہ اصلی باشندوں کی تعداد بہت کم ہے وہ شہروں میں بمشکل تمام نظر آتے ہیں اور لوگ یہ بھی بھول گئے کہ کبھی ملک کے بیشتر حصّوں پر انہیں کا قبضہ تھا۔ حالانکہ بہت سی ندیوں، جگھوں اور شہروں کے نام "مقامی" ہیں، مثلاً (اوھیو مسی سپی (Ohio-Mississippi)) سیاٹل (Seattle) ریاست ھائے متحدہ امریکہ میں ساسکاٹ چھون(Saskatchewan) کناڈا جیسا وولونگونگ(Wollongong) اور پارا مٹا (Parramatta) آسٹریلیا میں) ۔

بیسویں صدی کے وسط تک تاریخ کے موضوع پر امریکن اور یوروپین درسی کتابیں یہ تو ذکر کرتی تھیں کہ کیسے یوروپین نے امریکہ اور آسٹریلیا کی دریافت کی۔ مگر اصل باشندوں کا ذکر بالکل نہیں کرتی تھیں۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ یوروپین کے مخالف تھے۔ ان مقامی باشندوں کے بارے میں ماہر بشریات(Anthropologist) نے امریکہ میں 1840 کے دہے سے مطالعہ کرنا شروع کیا اور کچھ سالوں بعد 1960 کے دہے سے انہیں اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنی 'تاریخ خود لکھیں یا کسی کو املا کروائیں (اس قسم کی تاریخ کو زبانی تاریخ کا نام دیا جاتا ہے)۔
آج اصلی باشندوں کی لکھی گئی تاریخ اور قصے پڑھنا ممکن ہے اور ان ملکوں کی میوزیم میں مقامی آرٹ کی گیلریاں بھی دیکھی جاسکتی ہیں اور خاص میوزیم بھی موجود ہیں، جہاں قبائلی طرز زندگی کو پیش کیا جاتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ جیسا جدید انڈین نیشنل میوزیم خود امریکی انڈینس کی نگرانی میں بنا ہے۔

یوروپی استعماریت

یوروپی استعماریت سترھویں صدی کے بعد امریکہ کی اسپینی اور پرتگالی شہنشاہیت (ملاحظہ باب نمبر 8) کی توسیع رک گئی۔ اور اسی وقت سے دوسرے ممالک، فرانس، ہالینڈ اور انگلینڈ نے امریکہ، افریقہ اور ایشیا میں اپنی تجارتی سرگرمیوں کو تیز کر دیا اور نو آبادیاں قائم کرنا شروع کر دیں۔ آسٹریلیا بھی دراصل انگلینڈ کی ہی ایک کالونی تھی جہاں کے اکثر زمیندار انگریز آبادکار تھے۔

اٹھارہویں صدی سے ہی یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ باوجود اس کے کہ منفعت کی تلاش نے لوگوں کو کالونی کی تعمیر پر اُبھارا تھا لیکن ان پر احتیات کی نوعیت میں کئی اہم اختلافات پائے جاتے ہیں۔

جنوبی ایشیا میں تجارتی کمپنیوں نے جسے ایسٹ انڈیا کمپنی نے بذات خود مقامی حکمرانوں کو شکست دے کر قوت حاصل کر لی، اور ان کے علاقوں کا الحاق کر لیا۔ اس نے ترقی یافتہ قدیم انتظامی نظام کو باقی رکھا اور زمینداروں سے ٹیکس وصول کیے۔ پھر بعد کے دنوں میں تجارتی کاموں میں سہولت پیدا کرنے کے لیے ریلوے قائم کیا۔ کانوں کی کھدائی کروائی اور بڑے بڑے باغات بنائے۔

افریقہ میں، جنوبی افریقہ کو چھوڑ کر یوروپین نے ساحلی علاقوں میں تجارت کی اور انیسویں صدی کے آخر میں جا کر ہی اندرونی علاقوں میں گھسنے کی ہمّت کر پائے۔ اس کے بعد کچھ یوروپی ممالک نے ایک معاہدے کے تحت افریقہ کو کالونی کی صورت میں آپس میں تقسیم کر لیا۔

لفظ ''آبادکار'' (Settler) کا استعمال جنوبی افریقہ میں ڈچ کے لیے آئرلینڈ، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا میں برٹش کے لیے اور امریکہ میں یوروپین کے لیے ہوتا ہے۔ ان نو آبادیات کی سرکاری زبان انگریزی تھی (سوائے کناڈا کے جہاں فرانسیسی زبان کو بھی ایک سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے)۔

وہ نام جو یوروپین نے ''نئی دنیا'' کے ممالک کو دیا درج ذیل ہیں۔

امریکہ: سب سے پہلے اس کا استعمال امریگو ویلیسی پسی (Amerigo vespuccit) (1451-1512) کے سفرنامے کے شائع ہونے کے بعد ہوا۔

کناڈا: یہ نام کاناتا (Kanata) سے نکلا ہے (جس کا مطلب ''ہورون اروکوئز - (Huron Iroquois) قبیلے کی زبان میں ''گاؤں'' ہے۔ جیسا کہ اس ملک کے دریافت کرنے والے Jacques Cartier نے 1535 میں سنا تھا۔

آسٹریلیا: سولہویں صدی میں عظیم جنوبی سمندر میں پائے جانے والے زمینی علاقے کا نام (آسٹرل Austral لاطینی زبان میں ''جنوب'' کے معنیٰ مستعمل ہے)۔

نیوزی لینڈ: یہ نام ہالینڈ کے Tasman نے دیا جس نے 1642 میں ان جزیروں کو سب سے پہلے دیکھا تھا (ڈچ زبان میں Zee کا مطلب سمندر ہے)۔ جغرافیکل ڈکشنری میں (صفحہ 822-805) سو سے زیادہ شمالی اور جنوبی امریکی اور آسٹریلیائی جگہوں کے نام لفظ ''نیو'' سے شروع ہوتے ہیں۔

شمالی امریکہ

براعظم شمالی امریکہ شمالی منطقۂ باردہ سے خط سرطان تک اور بحرالکاہل سے بحر اوقیانوس تک پھیلا ہوا ہے "روکی (Rocky) کوہستانی سلسلہ کے مغرب میں اریزونا (Arizona) اور نیوادا (Nevada) کے ریگستان ہیں اور مزید مغرب کی جانب بڑھیں تو سیرا نیوادا (Sierra Nevada) کے پہاڑ ملتے ہیں اور مشرق کی جانب عظیم میدان (Great Plains)۔ عظیم جھیلیں (Great Lakes) مسّی سپّی اوہیو (Ohio) کی وادیاں اور آپلاچین (Appalachian) پہاڑ واقع ہیں اور جنوب میں میکسیکو ہے۔ کناڈا کا چالیس فیصدی حصہ جنگلوں سے گھرا ہوا ہے۔ تیل، گیس اور معدنی وسائل بیشتر علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور کناڈا میں بہت سی بڑی صنعتیں قائم ہیں۔ آج کل گیہوں، غلّہ اور پھل بڑی مقدار میں اُگائے جاتے ہیں اور ماہی گیری کناڈا کی ایک بڑی صنعت ہے۔

کان کنی، صنعت گری اور وسیع زراعت کی نشو ونما اور ترقی صرف گزشتہ دو صدیوں کے درمیان یوروپی۔ افریقی اور چینی آبادکاروں تارکین وطن کے ہاتھوں ہوئی۔ لیکن یوروپین کو شمالی امریکہ کے وجود کا علم ہونے سے ہزاروں سال پہلے ہی سے لوگ یہاں آباد چلے آرہے تھے۔

اصلی باشندے

شمالی امریکہ کے سب سے پہلے باشندے 30,000 سال قبل بیرنگ اسٹریٹس (Bearing Straits) کو عبور کر کے زمینی پل کے راستے ایشیا سے آئے اور دس ہزار سال قبل آخری برفانی دور (Ice Age) میں مزید جنوب کی طرف چلے گئے۔ امریکہ میں پائی گئی سب سے پرانی فنی تخلیق ایک تیر کی نوک گیارہ ہزار سال پرانی ہے۔ پانچ ہزار سال پہلے آبادی میں اضافہ ہونا شروع ہوا جب آب و ہوا میں توازن پیدا ہو گیا۔

اصلی باشندہ کے معنی ہیں ایسا شخص جہاں وہ پیدا ہوا تھا وہیں رہتا ہو۔ بیسویں صدی کے اوائل تک یہ اصطلاح یوروپی لوگ ان ملکوں کے باشندوں کے لیے استعمال کرتے تھے جن کو انہوں نے اپنی نوآبادیات بنایا تھا۔

> غروب شمس کے وقت امریکہ کے وجود میں آنے سے پہلے (یعنی یوروپین کے آنے سے اور براعظم کو یہ نام دینے سے پہلے) ہر جگہ تنوع ہی تنوع تھا۔ لوگ سینکڑوں زبان اور ان کی ممکنہ آمیزش کو اختیار کر کے زندگی بسر کرتے، زمین کی کیفیت وصفات اور اس کو استعمال اور دیکھ بھال کرنے میں صرف ہونے والی محنت یہ فیصلہ کرتی کہ کس طرح کی طریقۂ زندگی کو اختیار کرنا ہے۔ ثقافتی اور سماجی تعصب بھی کچھ دوسرے طریقہ زندگی کا تعین کرتے۔ مچھلی یا غلّہ یا باغوں کے پودے یا گوشت کی فاضل مقدار کی وجہ سے یہاں طاقتور اور طبقاتی سماج پیدا ہوئے لیکن وہاں نہیں۔ یعنی ثقافتیں ہزاروں سال تک باقی رہیں۔ — ولیم میکلیش William-Macleish the Day Before America

یہ لوگ جماعتیں بنا کر ندیوں کے کنارے وادیوں میں آباد گاؤں میں رہتے، مچھلی اور گوشت کھاتے، سبزیاں اور مکئی اگاتے۔ گوشت کی تلاش میں خاص کر جنگلی بھینسوں کی جو خود رو سبزہ زاروں میں گھومتے تھے طویل سفر کرتے (جنگلی بھینسوں کا شکار سترہویں صدی میں نسبتاً اور آسان ہو گیا جب مقامی لوگ گھوڑوں کی سواری کرنے لگے تھے جو گھوڑے وہ اسپینی آبادکاروں سے خریدتے تھے) لیکن وہ جانوروں کا شکار اسی قدر کرتے جتنی کھانے کے لیے ضرورت ہوتی۔

وامپم بیلٹ (Wampum Belt) (صدف سے بنی ہوئی پرتھ کی لڑیاں جنھیں شمالی امریکہ کے دیسی باشندے زر یا آرائش کے طور پر استعمال کرتے ھیں) رنگین سیپیوں سے بنی اور آپس میں ملا کر ٹانکی گئی ھیں معاھدے پر رضامند ھونے کے بعد مقامی قبائل اس کا تبادلہ کرتے تھے۔

انہوں نے وسیع پیمانے پر زراعت کی کوشش نہیں کی۔ اور چونکہ وہ ضرورت سے زائد مقدار نہیں پیدا کرتے تھے اس لیے انہوں نے مرکزی اور جنوبی امریکہ کی طرح مملکت اور سلطنت قائم نہیں کی۔ اگر چہ قبائل کے درمیان کسی زمین کی وجہ سے کبھی کبھی جھگڑے بھی ہو جاتے تھے عموماً زمین پر قبضہ ان کے لیے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ انہیں زمین سے غذا اور گھر ملے، اس پر خوش تھے اور اس کے مالک بننے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ ان کی روایت کا ایک اہم پہلو رسمی اتحاد اور دوستی قائم کرنا اور تحفے کا تبادلہ تھا۔ سامان کا حصول خرید وفروخت کے بجائے تحفوں کی صورت میں ہوتا تھا۔

شمالی امریکہ میں بہت سی زبانیں بولی جاتی تھیں، اگر چہ لکھی نہیں جاتی تھیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ وقت دائروں میں گردش کرتا ہے۔ ہر ایک قبیلہ اپنی اصلی اور ابتدائی تاریخ کے متعلق روئداد رکھتا تھا جو ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی رہتی۔ یہ لوگ ماہر دست کار ہوتے اور خوبصورت کپڑے بُنتے۔ یہ زمین کو پڑھ سکتے تھے یعنی آب و ہوا۔ موسم اور مختلف بری مناظر کو اسی طرح سمجھ سکتے تھے جیسے کہ پڑھے لکھے لوگ لکھی ہوئی عبارت سمجھتے ہیں۔

یوروپی لوگوں سے مڈبھیڑ

نئی دنیا کے دیسی لوگوں کے لیے انگریزی میں مختلف اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں۔ ایب اوریجن (Aborigine) آسٹریلیا کے مقامی باشندے (لاطینی میں ایب کے معنٰی سے from اور اوریجن کا مطلب شروعات)

ایب اوریجنل Aboriginal:۔ صفت (Adjective) ایک اسم کے طور پر اکثر اس کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔

امریکن انڈین/امیرنڈ (Amerind) / امیر انڈین (Amerindian) شمالی و جنوبی امریکہ اور کیریبین (Caribbean) کے مقامی باشندے فرسٹ نیشنز پیوپل (First Nations peoples) مقامی لوگوں کے منظّم گروپ جنہیں کناڈا کی حکومت نے تسلیم کیا ہے (1876 کے انڈین ایکٹ میں بینڈس (Bands) نامی اصطلاح استعمال کی گئی تھی لیکن 1980 کے دہے سے لفظ نیشنز (Nations) کا استعمال ہوتا ہے)۔

دیسی لوگ (Indigenous People) ایسے لوگ جو کسی مقام سے فطری طور پر وابستہ ہیں۔

دیسی امریکن (Native American) شمالی وجنوبی امریکہ کے دیسی لوگ (یہ اصطلاح اب عام طور سے استعمال ہوتی ہے)۔

ریڈ انڈین (Red-Indian) گیہواں رنگ کے لوگ جن کی سرزمین کو کولمبس نے غلطی سے ہندوستان سمجھ لیا تھا۔

وسکون سن (Wisconsin) کے ونے باگو (Winnebago) قبیلے کی ایک عورت 1860 کے دہے میں اسی قبیلہ کے لوگ نیبراسکا (Nebraska) چلے گئے تھے۔

مقامی قبیلوں کے نام سے اکثر ان چیزوں کو بھی موسوم کر دیا گیا ہے جن کا ان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ مثلاً
داکوٹا (Dakota) (ہوائی جہاز)
چیروکی (Cherokee) (جیپ)
پونٹیاک (Pontiac) (کار)
موہاک (Mohawk) (بال کاٹنا)

* ہیوپی ایک مقامی قبیلہ ہے جواب کیلی فورنیا کے قریب آباد ہے۔

پتھر کی تختیوں پر یہ اشارہ تھا کہ ''ہیوپی'' یہ سوچتے تھے کہ سگے بھائی بہن جو واپس لوٹیں گے وہ زمین پر پھیلے کچھوؤں کی طرح آئیں گے وہ انسان تو ہوں گے مگر کچھوؤں کی طرح آئیں گے۔ لٰہذا جب وقت قریب آیا ''ہیوپی'' ایک خاص گاؤں میں مقیم ہوئے تاکہ زمین کے چاروں طرف سے آئے کچھوؤں کا استعمال کریں اور صبح اٹھے اور سورج کے طلوع ہونے کے وقت تک نظر دوڑانے لگے۔ جب انہوں نے ریگستان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو انہیں اسپینی فاتحین اسلحوں سے لیس کچھوؤں کی طرح زمین پر پھیلے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ یہی وہ لوگ تھے جن کا وہ انتظار کررہے تھے سو وہ اسپینی کے پاس گئے اور مصافحہ کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا، لیکن اسپینی شخص نے ہاتھ میں ایک سستا سا زیور رکھ دیا۔ اور پھر پورے شمالی امریکہ میں یہ بات پھیل گئی کہ آنے والے دن بہت سخت اور پریشان کن ہیں کیونکہ کچھ بھائی اور بہن تمام چیزوں کے تقدس کو بھول گئے ہیں اور اس کی وجہ سے زمین پر رہنے والے سارے انسانوں کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سترہویں صدی میں جب یوروپین تاجر دو مہینے کی سخت گرمی آزما سمندری سفر کے بعد امریکہ کے شمالی ساحل پر پہنچے تو یہ دیکھ کر انہیں سکون محسوس ہوا کہ یہاں کے مقامی لوگوں کا رویہ دوستانہ اور پُرتپاک ہے۔ جنوبی امریکہ کے اسپینی آبادکاروں کے برخلاف جو یہاں پر سونے کی بہتات دیکھ کر بدحواس ہوگئے تھے۔ یہ طالع آزما تاجر، مچھلی اور پوستین کی تجارت کرنے آئے تھے جس کے لیے مقامی باشندوں، جو شکار میں بے حد ماہر تھے، کی رضا مندانہ مدد ملی۔

مزید جنوب میں مسّی سپّی دریا کے کنارے فرانسیسی تاجروں کو پتہ چلا کہ مقامی باشندے باضابطہ مستقل اجتماع منعقد کرتے ہیں جہاں وہ دستکاری کے نمونے جو کسی قبیلہ کے لیے نئے ہوں یا کھانے کی اشیاء جو کسی علاقے میں نہیں ملتی ہوں، کا تبادلہ کرتے ہیں۔ مقامی مصنوعات کے بدلے میں یوروپین نے مقامی باشندوں کو کمبل، لوہے کے برتن جنہیں وہ کبھی کبھی مٹی کے برتن کی جگہ استعمال کرتے تھے)، بندوق جو جانوروں کے شکار کے لیے تیر اور کمان کا فائدے مند نعم البدل تھا اور الکوحل شراب دیا۔ یہ آخری چیز جس سے مقامی باشندے پہلے ناواقف تھے اس کے عادی بن گئے اور یہ یوروپین کے لیے فائدے مند تھا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے یوروپین کو اپنی تجارتی شرائط منوانے میں مدد مل گئی (یوروپین نے مقامی باشندوں سے تمباکو کی عادت اخذ کی)

کیوبیک	امریکی نوآبادیات
1497 میں جون کابوٹ (John Cabot) نیو فاؤنڈ لینڈ پہنچا۔	1507 میں امریگوڈی ویس پوسی کا سفر نامہ Travels شائع ہوا۔
1534 میں جیکس کارٹیئر سینٹ لارنس دریا پار کر کے مقامی باشندوں سے ملا۔	
1608 میں فرانسیسی لوگوں نے کیوبک نوآبادی قائم کی۔	1607 میں برٹش نے ورجینا نوآبادی قائم کی۔
	1620 میں برٹش نے پلے ماؤتھ (ماساچوسٹس) (Massachusetts) میں نوآبادی قائم کی۔

طرفین کے ایک دوسرے سے متعلق خیالات

اٹھارہویں صدی عیسوی میں مغربی یوروپین نے ''مہذب قوم'' کی تعریف خواندگی ایک منظّم مذہب اور شہری سکونت Urbanism کے اعتبار سے کی ہے انہیں امریکا کے مقامی باشندے غیر مہذب لگتے۔ کچھ لوگوں کے خیال میں جیسے فرانسیسی فلسفی جین جاکس روسو۔ اس طرح کی قوموں کو بنظر استحسان دیکھنا چاہئے کیونکہ یہ تہذیب کی خرابیوں سے محفوظ ہیں 'عظیم وحشی' اس زمانے کی ایک عام اصطلاح تھی انگریزی کے شاعر ولیم ورڈز ورتھ کی ایک شاندار نظم کے چند اشعار ایک دوسرا ہی پہلو پیش کرتے ہیں۔ جبکہ نہ اس نے اور نہ ہی روسو نے کسی اصلی مقامی اور بکن سے ملاقات کی تھی۔ لیکن ورڈز ورتھ نے ان کی تصویر کشی اس طرح کی ہے کہ ''وہ جنگلوں میں بستے ہیں۔ جہاں نہ تخیل کو پروان چڑھنے کی آزادی ہے اور نہ ہی جذبات کو دلکش اور شائستہ بنانے کا موقع یعنی چونکہ یہ لوگ فطرت سے قریب رہتے ہیں اس لیے ان کی قوت تخیل اور قوتِ احساس محدود ہے۔

دلچسپی کی بات یہ ہے کہ ایک دوسرے مصنّف ''واشنگٹن ارونگ (Washington Irving) جو ورڈز ورتھ سے کم عمر تھا اور مقامی باشندوں سے حقیقتاً مل بھی چکا تھا، نے ان کی تصویر کشی بالکل مختلف انداز میں کی ہے:

انڈین جن سے ملنے کا اور جن کی حقیقی زندگی میں دیکھنے کا مجھے موقع ملا ہے وہ ان سے بالکل مختلف ہیں جن کا ذکر شاعری میں ہوا ہے یہ سچ ہے کہ وہ سفید لوگوں کی صحبت میں جن کے خلوص پر انہیں شک ہے اور جن کی زبان وہ نہیں سمجھ سکتے۔ چپ چاپ سادھے رہتے ہیں۔ لیکن اس جیسی صورت حال میں سفید لوگ بھی اس طرح کم فہمی اختیار کر لیتے ہیں۔ جب انڈین اپنوں کے درمیان میں ہوتے ہیں تو بہت بڑے ن قلچی ہوتے ہیں اور سفید باشندوں کا مذاق اُڑا کر اپنا دل بہلاتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی شان وشوکت اور وقار دیکھ کر پوری عقیدت کے ساتھ وہ ان سے متاثر ہیں۔ سفید لوگ (میں اس کا گواہ ہوں) ان غریب انڈین کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں جیسے ان میں اور جانوروں میں بہت کم فرق ہو۔

تھامس جیفرسن (Thomas Jefferson) ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے تیسرے صدر اور ورڈز ورتھ کے معاصر نے اصلی باشندوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا کہ آج اس پر ہنگامہ برپا ہو جائے

''یہ بد بخت نسل جنہیں مہذب بنانے کے لئے ہمیں اتنی پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں اپنے خاتمے کے لیے جواز پیش کرتی ہے۔''

مقامی باشندے ان اشیاء کو جن کا تبادلہ وہ یوروپین کے ساتھ کرتے، دوستی میں دیئے گئے تحفے سمجھتے لیکن یوروپین کے لیے جو امیر بننے کا خواب دیکھ رہے تھے مچھلی اور پوستین سامانِ تجارت تھے جنہیں وہ یوروپ میں بیچ کر نفع حاصل کرتے۔ رسد کے مطابق اشیاء کی قیمتوں میں سال بہ سال تبدیلی ہوتی تھی۔ مقامی باشندے اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے دور دراز یوروپ کے ''بازار'' کا انہیں احساس تک نہ تھا وہ اس حقیقت سے حیران تھے کہ کبھی یوروپین تاجر ان کے مصنوعات کے بدلے بہت ساری چیزیں دیتے اور کبھی کم۔ یوروپین* کے لالچ کو دیکھ کر وہ دکھی بھی ہوتے۔ جنہوں نے زیادہ سے زیادہ پوستین حاصل کرنے کی غرض سے سینکڑوں منجاب (اود بلاؤ) ذبح کر ڈالے تھے اور یہ دیکھ کر وہ پریشان اور خوف زدہ تھے کہ کہیں جانور اس تباہی کا ان سے انتقام نہ لیں۔

* بہت سی لوک کہانیوں میں یوروپیوں کا مذاق اڑایا گیا اور انہیں لالچی اور دھوکہ باز کہا گیا۔ لیکن چونکہ یہ خیالی کہانیوں کی صورت میں تھیں اس لیے یوروپین بہت بعد میں ان اشاروں کو سمجھ پائے۔

شروعات میں آئے یوروپی لوگ جو تاجر تھے لیکن بعد میں وہ لوگ وارد ہوئے جنہوں نے امریکہ میں سکونت اختیار کی۔ سترہویں صدی سے یوروپین کی کئی جماعتوں کو مسلسل اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ وہ عیسائیت کے علیحدہ فرقہ سے تعلق رکھتی تھیں کیتھولک اکثریت والے ملکوں میں رہنے والے پروٹسٹنٹ یا ان ممالک میں رہنے والے کیتھولک جہاں پروٹسٹیٹ فرقہ رسمی مذہب تھا، جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ یوروپ چھوڑ کر امریکہ چلے گئے

تاکہ یہاں نئی زندگی کی شروعات کریں جب تک یہاں خالی زمین موجود تھی کوئی پریشانی نہ تھی۔ لیکن بتدریج یوروپین مزید اندرونی علاقوں میں بڑھتے گئے جو مقامی باشندوں کے گاؤں سے قریب تھے اور لوہے کے آلات استعمال کر کے کھیت بنانے کے لیے جنگلوں کو کاٹ دیا گیا۔

یوروپین اور مقامی باشندے جب جنگلوں کو دیکھتے تو ان کی نظروں میں مختلف اشیاء آتیں۔ انہوں نے ان راستوں کو بھی پہچان لیا جو یوروپین سے اوجھل تھے۔ جبکہ یوروپین یہ تصور کرتے تھے کہ جنگلات کٹ جائیں اور ان کی جگہ مکئی کے کھیت لے لیں۔ جیفرسن کا خواب ایک ایسا ملک کا تھا جہاں یوروپین آباد ہوں اور جن کے پاس چھوٹے چھوٹے فارم ہوں، مقامی باشندے جو اپنی ضروریات کے لیے فصلیں اُگاتے نہ کہ بیچنے اور نفع حاصل کرنے کے لیے اور زمین کی ملکیت کو غلط مانتے، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جیفرسن کی رائے میں اس وجہ سے وہ ''غیر مہذب'' تھے۔

سرگرمی 1

یوروپی اور مقامی امریکی ایک دوسرے کے متعلق جو مختلف تصورات رکھتے تھے اور فطرت کو جن مختلف طریقوں سے دیکھتے تھے اس پر بحث کیجیے۔

کناڈا	ریاست ہائے متحدہ امریکہ
1701 کیوبیک کے مقامی لوگوں کے ساتھ فرانس کا معاہدہ۔ 1763 برطانوی لوگوں کے ذریعہ کیوبیک کی فتح۔ 1774 کیوبیک ایکٹ۔ 1791 کناڈا کانسٹی ٹیوشنل ایکٹ۔	1781 برطانیہ نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو ایک آزاد ملک تسلیم کیا۔ 1783 برطانیہ نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو وسطی مغرب کا علاقہ دیا۔

نقشہ 1: بحراف ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی توسیع۔
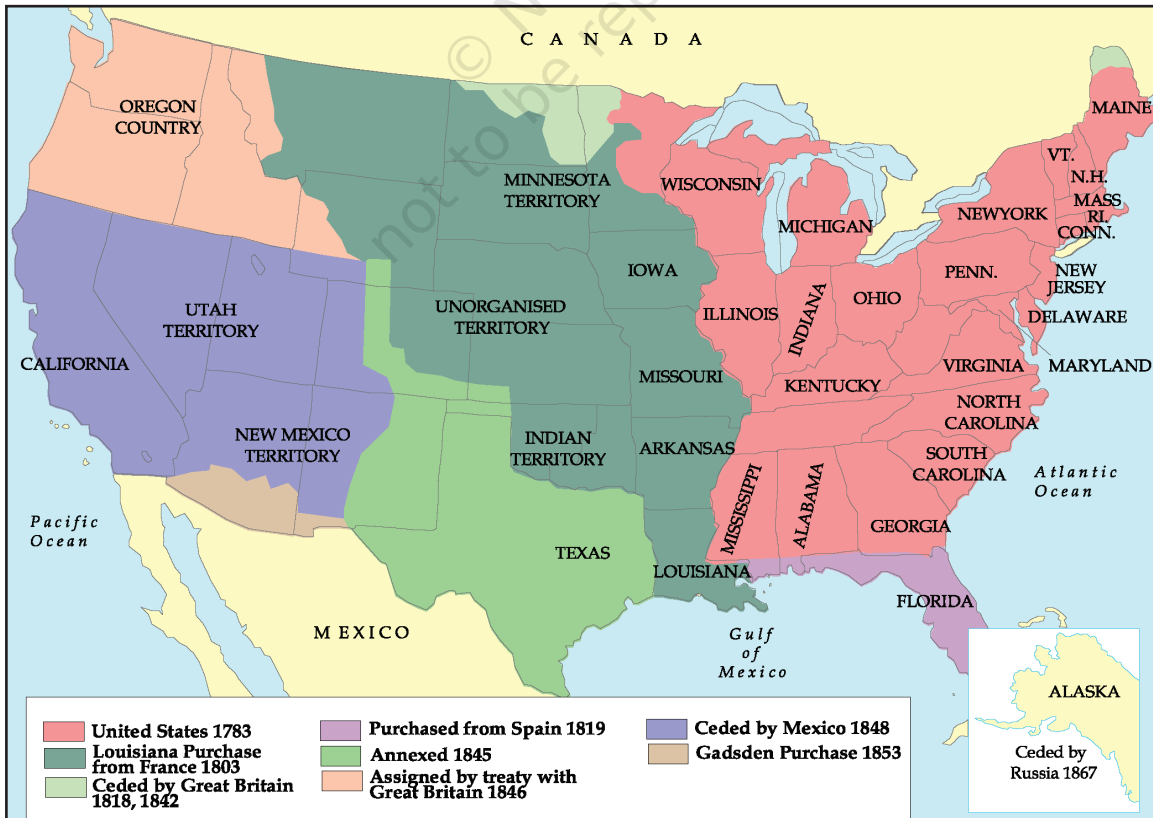
وہ ممالک جنہیں کناڈ اور ریاست ہائے امریکہ کے نام سے جانا جاتا ہے اٹھارہویں صدی کے آواخیر میں وجود میں آئے۔ اس وقت ان کا قبضہ آج کے بہ نسبت بہت تھوڑی سی زمین پر تھا۔ موجودہ سائز تک پہونچنے کے لیے ایک صدی کے دوران انہوں نے مزید علاقوں پر اپنا تسلط بڑھایا۔ وسیع علاقے ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے خرید کر حاصل کیے۔ جنوب میں فرانس سے زمین خریدی (لوئی سیانا خرید Loui Siana Purchase) اور روس سے الاسکا۔ یا پھر جنگ میں جیتے جنوبی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بیشتر حصّے میکسیکو سے جیتے گئے۔ مگر یہ کسی کے ذہن میں بھی نہیں آیا کہ ان علاقوں میں رہنے والے باشندوں کی مرضی معلوم کری جائے۔ یو ایس اے (U.S.A) کا مغربی سرحدی علاقہ بدلتا رہتا تھا اور جیسے جیسے یہ آگے کی طرف بڑھتا مقامی باشندوں کو اور پیچھے کی طرف ہٹنا پڑتا۔

کناڈا	ریاست ہائے متحدہ امریکہ
	1803 میں فرانس سے لوئی سہانا خریدا۔
	1825-58 ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مقامی باشندوں کی 'محفوظ' علاقے میں نقل مکانی۔
1837 فرانسیسی کناڈائی بغاوت۔	1832 جسٹس مارشل کا فیصلہ۔
1840 اوپری کناڈا اور نشیبی کناڈا کی کنڈین یونین۔	1849 امریکی گولڈ رش۔
1859 کناڈا گولڈ رش (سونے کے لیے پوش)۔	1861-65 امریکی خانہ جنگی۔
1867 کناڈا کی متحد ریاستیں وفاقی ریاستیں۔	1865-90 امریکی انڈین جنگ۔
1869-85 کناڈا میں میٹس (Metis) لوگوں کے ایڈر یور بغاوت۔	1870 بین براعظمی ریلوے۔
1876 کناڈا انڈین ایکٹ۔	1870 امریکہ میں ارنا بھینسے کا تقریباً نیست و نابود ہونا۔
1885 بین براعظمی ریلوے کے ذریعے مشرقی اور مغربی سواحل کے درمیان رابطہ قائم ہونا۔	1892 امریکی سرحدوں (Frontier) کا خاتمہ 'End'۔

امریکہ کے بری مناظر میں انیسویں صدی میں شدید تبدیلی واقع ہوئی۔ یوروپین کا زمین سے برتاؤ مقامی باشندوں کے برتاؤ سے مختلف تھا۔ برطانیہ اور فرانس سے ترک وطن کر کے آنے والوں میں کچھ نوجوان لڑکے تھے ورثہ میں آبائی جائیداد نہیں ملی تھی۔ لہٰذا وہ امریکہ میں زمین کے مالک بننے کے انتہائی متمنی تھے۔ پھر کچھ دنوں بعد جرمنی، سویڈن اور اٹلی سے تارکین وطن کی لہر چل پڑی جو اپنی زمینیں بڑے بڑے کسانوں کے ہاتھوں کھو چکے تھے اور وہ یہاں اپنے کھیت کے مالک بننا چاہتے تھے۔ پولینڈ کے لوگ پریری (Praire grass-lands) کے سبزہ زاروں میں کام کر کے بہت خوش تھے جو انہیں ان کے وطن کے اسٹیپ (Stepps) کے میدان کی یاد دلاتے اور بے حد قلیل قیمتوں میں بڑی بڑی

جائیداد خرید کر خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ انہوں نے زمین کو صاف کیا۔ زراعت کو ترقی دی اور ان غلوں سے (چاول اور کپاس) روشناس کروایا، جو یورپ میں نہیں اگائے جا سکتے تھے۔ لہٰذا نفع حاصل کرنے کے لیے وہاں بیچا جا سکتا تھا۔ جنگلی جانوروں۔ بھیڑوں اور پہاڑی شہروں سے اپنے وسیع فارم کی حفاظت کے لیے انہوں نے ان کا اتنا شکار کیا کہ وہ معدوم ہو گئے۔ انہیں ان کی پوری طرح حفاظت کا احساس اسی وقت ہوا جب 1873 میں خاردار تار کی ایجاد ہوئی۔

جنوبی علاقوں کی آب و ہوا اس قدر گرم تھی کہ یوروپین کے لیے گھر کے باہر کام کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ اور جنوبی امریکہ کی نوآبادیات کے تجربے سے یہ بات معلوم تھی کہ غلام بنائے جانے والے مقامی باشندے بڑی تعداد میں ہلاک ہو گئے تھے۔ لہٰذا وسیع باغات کے مالکوں نے افریقہ سے غلاموں کو خریدا۔ اگر چہ غلامی مخالف تنظیموں

کولوراڈو میں مویش باڑہ

(گروہوں) کے احتجاج کے نتیجہ میں غلاموں کی تجارت پر پابندی لگا دی گئی۔ لیکن جو افریقی باشندے اور ان کے بچے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں آباد تھے غلام ہی بنے رہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ جنوبی ریاستوں نے جہاں معیشت باغات پر (اور اسی لیے غلامی) پر منحصر نہیں تھی۔ غلامانہ نظام کے خاتمے کے لیے وکالت کی جسے انہوں نے غیر انسانی عمل قرار دیا۔ 65-1861 کے دوران ان ریاستوں کے درمیان جو غلامی کے نظام کو برقرار رکھنا چاہتی تھیں اور ان کے درمیان جو اس کے انسداد کی تائید کرتی تھیں جنگ ہوئی جس میں موخر الذکر کی جیت ہوئی اور نظام غلامی کو منسوخ (ختم) کر دیا گیا۔ اگر چہ افریقی امریکی بیسویں صدی میں جا کر ہی شہری آزادی کی لڑائی جیتنے میں کامیاب ہوئے اور اسکول اور (عوامی وسائل نقل وحمل) پبلک ٹرانسپورٹ میں سفید فام اور غیر سفید فام کے درمیان تفریق (علیحدہ رکھنے) کا خاتمہ ہوا۔ حکومت کناڈا ایک ایسے مسئلہ میں الجھی رہی جو طویل مدت تک حل نہیں ہو سکا اور جس کا حل ہونا مقامی باشندوں کے (حقوق) سوال سے زیادہ ضروری لگ رہا تھا۔ 1763 میں برطانیہ نے فرانس سے جنگ کے بعد کناڈا کو جیتا تھا۔ فرانسیسی آبادکار بار بار خود مختار سیاسی درجہ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اس مسئلہ کا حل 1867 میں جا کر ہوا۔ جب کناڈا کی ''خود مختار ریاستوں کے دفاق'' کی صورت میں تنظیم ہوئی۔

مقامی باشندوں کا اپنی زمین ہارنا

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں جب آبادکاری میں توسیع ہوئی تو مقامی باشندوں کو یا تو بہلا پُھسلا کر یا زور زبردستی سے زمین بیچنے سے متعلق معاہدوں پر دستخط کرا کے نقل مکانی پر مجبور کیا گیا۔ جو قیمتیں ادا کی گئیں وہ بہت کم تھیں اور ایسی بھی مثالیں ہیں کہ امریکنوں (یہ اصطلاح ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے یوروپی باشندے کے ئے استعمال ہوئی تھی) نے زیادہ زمین ہڑپ لی اور وعدہ سے کم قیمتیں ادا کر کے انہیں دھوکہ دیا۔

یہاں تک کہ بڑے بڑے افسران بھی مقامی باشندوں کو ان زمین سے محروم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو یو۔ ایس۔ اے کی ایک ریاست 'جورجیا' میں واقع ہوا۔ افسران کی دلیل تھی کہ اگرچہ چیروکی کا قبیلہ (Cherokee Tribe) ریاست کے قانون کے تحت آتا ہے، مگر انہیں شہریوں کے حقوق نے انگریزی زبان سیکھنے میں اور امریکن طرزِ زندگی کو سمجھنے میں سب سے زیادہ محنت کی۔ تب بھی انہیں شہری حقوق حاصل نہیں تھے۔

1832 میں یو۔ ایس کے چیف جسٹس جون مارشل نے فیصلہ سنایا جس میں انہوں نے کہا کہ چیروکی کے باشندے ایک ممتاز کمیونٹی ہے جن کا اپنا خود مختار علاقہ ہے اور جہاں جورجیا کے قوانین نافذ نہیں ہوتے اور کچھ خاص امور میں انہیں اقتدار اعلیٰ حاصل ہے۔ امریکی صدر اینڈ ریو جیکسن (Andrew Jackson) اقتصادی اور سیاسی امتیازی مراعات کے خلاف لڑنے میں خاص شہرت رکھتے تھے لیکن جب انڈین کی بات آئی تو وہ بالکل بدل گئے۔ اس نے چیف جسٹس کے فیصلہ کی پرواہ کیے بغیر فوج کو حکم دے دیا کہ چیروکی باشندوں سے ان کی زمینوں کو خالی کرا کے عظیم امریکی ریگستان (گریٹ امریکن ڈیسرٹ) کی جانب ڈھکیل دیں۔ پندرہ ہزار لوگوں میں سے جنہیں زبردستی بھگایا گیا ایک چوتھائی تعداد ''آنسوؤں کے پگڈنڈی'' (Trail of Tears) پر ہلاک ہوگئی۔

قبائلی باشندوں کی زمین پر جو لوگ قابض ہوئے اُنہوں نے جواز پیش کیا کہ مقامی لوگ زمین پر قبضہ کے مستحق نہیں تھے، کیونکہ انہوں نے زمین کا پوری طرح استعمال نہیں کیا تھا۔ یہ لوگ ان کی تنقید کرتے کہ وہ سست اور کاہل تھے، کیونکہ انہوں نے اپنی دستکاری کی مہارت کا استعمال کر کے بازار کے لیے مصنوعات نہیں بنائیں اور انگریزی زبان سیکھنے، درست اور صحیح طریقے پر لباس پہننے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ وہ پرزور انداز میں کہتے کہ وہ مرنے کے ہی لائق تھے۔ پریریز (Prairies) کو کاشت کی زمین بنانے کے لیے صاف کیا گیا اور جنگلی بھینسوں کو مارا گیا۔ ایک فرانسیسی زائر (سیاح) نے لکھا ہے قدیم ادوار کا انسان قدیم اور ابتدائی جانور کے ساتھ مفقود ہو جائے گا۔

سرگرمی 2

آبادی کے اعداد و شمار کے ان دو نمونوں پر رائے زنی کیجیے

	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	اسپینی امریکہ 1800
مقامی	0.6 ملین	7.5 ملین
گورے	9.0 ملین	3.3 ملین
مخلوط یوروپی	0.1 ملین	5.3 ملین
کالے	1.9 ملین	0.8 ملین
کل	**11.6 ملین**	**16.9 ملین**

اس درمیان اصلی باشندوں کو مغرب کی طرف دھکیل دیا گیا۔ اور ان کو کہیں اور زمین (ان کے ذاتی قبضہ کے طور پر) دے دی گئی۔ لیکن اکثر اوقات معدنیات تیل، سیسہ یا سونا ان کی زمینوں میں دریافت ہونے کی صورت میں ان کو ان کی زمینوں سے دوبارہ بے دخل کر دیا جاتا تھا۔ بہت سے قبائلی اس علاقے میں شریک بننے پر مجبور تھے، جو کسی ایک قبیلہ کی ملکیت ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کے درمیان آپسی تنازعات ہوتے تھے۔ ان لوگوں کو چھوٹے علاقوں میں جسے محفوظ (Reservation) کہا جاتا تھا، میں محبوس کر دیا تھا۔ عام طور پر یہ ایسی زمین تھی جن سے ان کا پہلے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنی زمین بغیر لڑے نہیں دی تھی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی فوج نے 1865 سے 1890 کے درمیان بغاوتوں کے سلسلے کو کچل ڈالا تھا۔ اور 1869 اور 1885 کے درمیان کناڈا میں میٹز (Metis) باشندوں (اصلی یوروپی نسل کے لوگوں کی اولاد) نے مسلح بغاوتیں کی تھیں۔ لیکن اس کے بعد وہ باز آ گئے تھے۔

1854 میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر کو ایک مقامی لیڈر چیف سیٹل (Chief Seattle) کا خط ملا۔ صدر نے چیف سے ایک معاہدہ پر دستخط کرنے کے لیے کہا تھا جس کے مطابق زمین کے ایک بڑے حصّے کو جس پر وہ آباد تھے امریکی حکومت کو دینا تھا چیف نے جواب دیا۔

''کس طرح تم آسمان اور زمین سے محبت کو خرید یا بیچ سکتے ہو یہ خیال ہی ہمارے لیے حیرت انگیز ہے۔ اگر ہوا کی تازگی اور پانی کی تابانی پر تمہاری ملکیت نہیں ہے تو کوئی انہیں کس طرح بیچ سکتا ہے۔ زمین کا یہ حصہ میرے لوگوں کے لیے مقدس ہے ہر چمک دار صنوبر کا پتہ، ہر ریگ آلود ساحل، تاریک لکڑیوں کے درمیان کا کہرا، ہر قابل کاشت بنایا گیا زمین کا ٹکڑا اور ہر بھنبھنانے والا کیڑا ہمارے لوگوں کی یادداشت اور تجربے میں پاک ہے۔ وہ عرق جو پیڑوں میں گردش کرتا ہے وہ سرخ آدمی کی یادوں کو لیے ہوتا ہے۔

اس لیے جب واشنگٹن کا عظیم الشان چیف اس سلسلے میں خط لکھتا ہے کہ وہ ہماری زمینوں کو خریدنا چاہتا ہے تو ہم سے ایک عظیم شے کا مطالبہ کرتا ہے۔ عظیم الشان چیف لکھتا ہے کہ وہ ہمارے لیے ایک جگہ مخصوص کر دے گا تاکہ ہم آرام سے رہ سکیں۔ وہ ہمارا باپ ہوگا اور ہم اُس کی اولاد ہوں گے۔ اس لیے ہم اپنی زمین کے بیچنے سے متعلق آپ کی پیش کش پر غور کریں گے۔ لیکن یہ آسان نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ زمین ہمارے لیے مقدس ہے۔ ندیوں اور چشموں میں بہنے والا صاف شفاف پانی صرف پانی نہیں ہے بلکہ ہمارے آباء واجداد کا خون ہے۔ اگر ہم آپ کو زمین بیچتے ہیں تو آپ کو یہ ضرور یاد رکھنا ہوگا کہ یہ زمین مقدس ہے اور اپنے بچوں کو بھی اس بات کو ضرور سکھا دیں کہ یہ زمین مقدس ہے اور تالابوں کے صاف شفاف پانی میں ہر اداس عکس ہمارے لوگوں کی زندگی کی یادداشت اور واقعات کو بتلاتا ہے۔ پانی کی سرسراہٹ میرے والد کے والد کی آواز ہے۔

علم بشریات (Anthropology)، یہ اہم ہے کہ اسی وقت (1840 کے دہے سے) شمالی امریکہ میں علم بشریات کا مضمون جس کا ارتقاء فرانس میں ہوا تھا قدیم مقامی قوموں اور یوروپ کی مہذب قوموں کے درمیان اختلافات کی تحقیق کے مطالعہ کے لیے متعارف ہوا تھا۔ کچھ ماہرین بشریات نے دلیل دی ہے کہ جس طرح یوروپ میں قدیم لوگ (Primitive) نہیں پائے جاتے اسی طرح امریکہ کے مقامی باشندے بھی ختم ہو جائیں گے۔

مقامی باشندوں کا جھونپڑا 1862 میں ماہرین آثار قدیمہ نے اس کو پہاڑوں سے لاکر ویومنگ (Wyoming) کے میوزم میں نصب کیا۔

سونے کے لیے رش (Gold Rush) اور صنعتوں کی ترقی

ہمیشہ سے اس بات کی امید کی جاتی تھی کہ شمالی امریکہ میں سونا ہے۔ 1840 کی دہائی میں امریکہ کے کیلی فورنیا میں سونا دریافت ہوا اور یہ گولڈ رش کا سبب بنا۔ جب یورپ کے ہزاروں لالچی باشندوں نے کم وقت میں قسمت سنوارنے کی امید میں، بے تابی کے ساتھ امریکہ پہنچے اس کی وجہ سے پورے براعظم میں ریلوے لائن کی تعمیر ہوئی جس کے لیے ہزاروں چینی مزدوروں کو بھرتی کیا گیا۔ امریکہ کی ریلوے 1870 میں اور کناڈا کا ریلوے کا کام 1885 میں مکمل ہو گیا اسکاٹ لینڈ کا ایک غریب تاریک وطن جو امریکہ کے پہلے کروڑپتی صنعت کاروں میں سے ایک اینڈریو کارنیجی (Andrew Carnegie) نے کہا تھا کہ ''پرانے ممالک گھونگھے کی رفتار سے سفر کرتے ہیں اور ریپبلک (جمہوری ملک) ایکسپریس کی رفتار سے کرتے ہیں۔

کیلیفورنیا کی طرف حرکت سونے کے لیے یورش کا حصہ

انگلینڈ میں صنعتی انقلاب کے وقوع پذیر ہونے کا ایک سبب یہ تھا کہ چھوٹے کسان بڑے کسانوں کے ہاتھوں اپنی زمینوں سے محروم ہو رہے تھے اور فیکٹریوں میں کام کرنے کی طرف راغب ہو رہے تھے (باب 9 ملاحظہ کیجیے)۔ شمالی امریکہ میں صنعتوں کی نشو ونما کے اسباب بالکل مختلف تھے۔ صنعتی نشوونما ریلوے کے سازو سامان بنانے کی وجہ سے ہوئی تا کہ تیز رفتار نقل وحمل کے ذریعہ دور دراز کے مقامات کو جوڑا جا سکے۔ اور ایسی مشینوں کے بنانے کی غرض سے ہوا جو بڑے پیمانے پر زراعت کو آسان بنا دیں۔ دونوں جگہ امریکہ اور کناڈا میں صنعتی شہروں کا فروغ ہوا اور فیکٹریوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ امریکہ کی معیشت غیر ترقی مند تھی۔
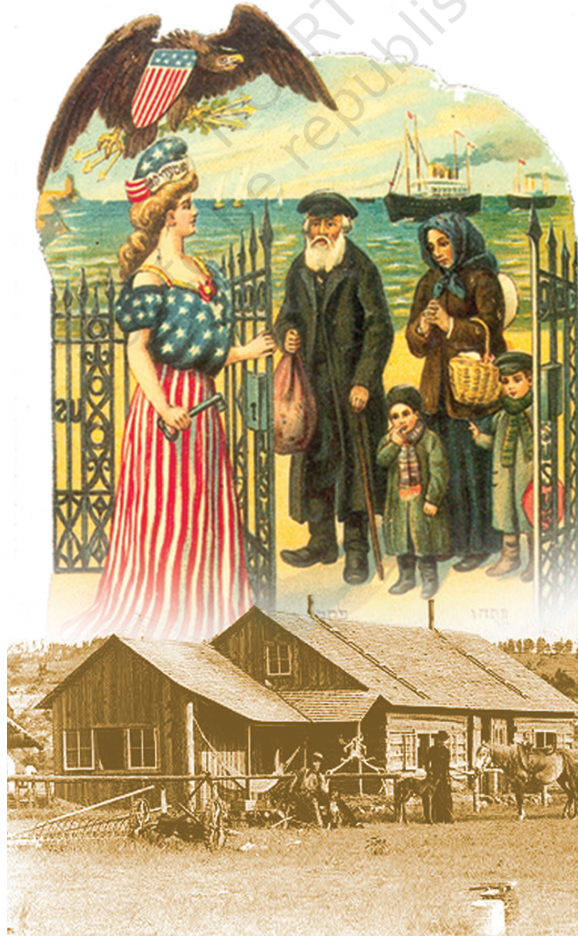
ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ذریعہ تارکین وطن کا استقبال کارنگین پرنٹ 1909

نیچے: پر میری کے بعد ان میں مویشی باڑہ کا فوٹو جو غریب یوروپی تارکین وطن کا خواب تھا۔

1890 میں امریکہ دنیا کی صنعتی طاقت کا پیش رو بن چکا تھا۔ زراعت میں بھی بڑے پیمانے پر توسیع ہوئی۔ وسیع علاقوں کو صاف کر کے کھیتی کے لائق بنایا گیا اور ان کو کھیتوں میں تقسیم کیا گیا۔ 1890 تک ارنا بھینسے لگ بھگ نیست و نابود ہو چکے تھے۔ اس طرح شکار والی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا جسے اصلی باشندے صدیوں سے اپنائے ہوئے تھے۔ 1892 میں امریکہ کی براعظمی توسیع پوری ہو چکی تھی۔ بحر الکاہل اور اٹلانٹک کے درمیان کا علاقہ ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اب وہ سرحد باقی نہ رہی جو کئی دہائیوں تک یوروپ کے آبادکاروں کو مغرب کی طرف کھینچتی رہی تھی۔ چند ہی سالوں کے اندر امریکہ ہوائی (Hawaii) اور فلپائن (Philippines) میں اپنی نوآبادی قائم کر رہا تھا اور ایک سامراجی طاقت بن چکا تھا۔

دستوری حقوق

1770 کی دہائی میں اپنی آزادی کی لڑائی کے لیے جس ''جمہوری جذبہ'' نے آبادکاروں کو جدوجہد کرنے کے لیے جوش و ولولہ عطا کیا تھا اس جمہوری جذبہ نے قدیم دنیا کی شہنشاہیئت اور آمریت کے خلاف امریکہ کو پہچان عطا کی۔ ان کے لیے یہ بھی بہت اہم تھا کہ ان کے دستور میں فرد کے ''حق ملکیت'' کو شامل کیا گیا تھا۔ اور اس حق کو حکومت مسترد نہیں کر سکتی تھی۔

لیکن دونوں جمہوری حقوق (کانگریس کے نمائندگان اور صدر کو ووٹ دینے کا حق) اور حق ملکیت صرف سفید لوگوں کے لیے تھے۔ کناڈا کے ایک اصلی باشندے ڈینیل پال (Daniel-Paul) امریکہ کی آزادی کی جنگ اور انقلاب فرانس کے وقت جمہوریت کے علمبردار تھومس پین (Thomas Paine) نے اس طرف توجہ مبذول کرائی کہ ''سماج کو کس طرح منظّم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے انڈین لوگوں کو ماڈل (نمونہ) بنایا''۔ وہ اکثر یہ دلیل دیتا تھا کہ ''امریکہ کے اصلی باشندوں نے مثال بن کر یوروپ کے لوگوں کے ذریعہ دیرپا جمہوریت کی تحریک کے بیج بوئے ہیں۔''
(ہم وحشی نہیں تھے) (We Were Not the Savages p.333)

کارل مارکس (1818-83)
جرمنی کا عظیم فلسفی نے امریکی سرحد کو آخری مثالی مثبت سرمایہ دار کے طور پر بیان کیا ہے۔ غیر محدود ماہیت اور عرصہ زمانی جو منافع کے لیے غیر محدود خواہش جو خود کو موزوں بناتی ہے۔
بسٹیٹ اینڈ کیری گرانڈ رائز

تبدیلی کی ہوائیں

امریکہ اور کناڈا کے باشندوں کے حالات میں 1920 کی دہائی تک کوئی بہتری نہیں آئی۔ ''انڈین انتظامیہ کی مشکل''، سماجی سائنسداں لیوس میریم (Lewis Meriam) کے ذریعے کیے گئے ایک سروے، جو 1928 میں امریکہ کے اس شدید اقتصادی بحران جس نے تمام لوگوں کو متاثر کیا تھا، سے دو چار ہونے سے صرف چند سالوں قبل شائع ہوا تھا۔ اس میں اس نے اس ریزرویشن (مخصوص علاقوں) میں اصلی باشندوں کی بہت ہی گھٹیا صحت اور تعلیمی سہولیات کے متعلق دل دہلا دینے والی تصویر کشی کی ہے۔

سفید امریکیوں کو اصلی باشندوں سے ہمدردی پیدا ہوئی جن کو ان کی تہذیب کے پوری طرح سے اپنانے کی وجہ سے حوصلہ شکنی کی جاتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ شہریت کے فوائد سے محروم رکھا جاتا تھا۔ یہ امریکہ میں ایک تاریخ ساز قانون بنانے کا سبب بنا۔ 1934 کے انڈین ری آرگنائزیشن ایکٹ (Indian Reorganisation Act) جس نے اصل باشندوں کو محفوظ علاقوں میں زمین خریدنے اور قرض لینے کا حق عطا کیا۔

1950 اور 60 کی دہائیوں میں امریکہ اور کناڈا کی حکومتوں نے اصلی باشندوں سے متعلق تمام مخصوص قانونی قراردادوں کو ختم کرنے کے بارے میں سوچا۔ ان کو امید تھی کہ اصلی باشندے ''قومی دھارے'' جس کا مطلب یوروپی تہذیب کو اپنانا ہے میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن اصلی باشندے ایسا نہیں چاہتے تھے۔ 1954 میں مقامی باشندوں کے تیار کیے گئے ''انڈین حقوق کے اعلان'' (Declaration of Indian Rights) میں اصل باشندوں کی ایک

بڑی تعداد نے امریکہ کی شہریت اس شرط کے ساتھ قبول کی کہ ان کے ریزرویشن واپس نہیں لیے جائیں گے۔ اور ان کی روایات میں مداخلت نہیں کی جائے گا۔ اسی کے مشابہ واقعہ کناڈا میں بھی پیش آیا۔ 1969 میں حکومت نے اعلان کیا کہ وہ اصلی باشندوں کے حقوق کو تسلیم نہیں کرے گی۔ اصلی باشندوں نے بہترین اور منظّم تحریک کے ذریعے اس کی مخالفت میں بہت سے مظاہرے اور مباحثے کیے۔ یہ سوال 1982 سے پہلے تک حل نہیں کیا جا سکا جب تک کہ دستوری ایکٹ نے اصلی باشندوں کے موجود قدیمی حقوق اور معاہدہ پر مبنی حقوق کو تسلیم نہیں کر لیا۔ بہت سی تفصیلات پر ابھی کام کرنا باقی تھا۔ آج یہ واضح ہے کہ دونوں ممالک کے اصلی باشندے اگر چہ اپنی اس تعداد سے جو اٹھارہویں صدی میں تھی، بہت کم تھے۔ اپنی تہذیب خاص طور پر کناڈا میں اور اپنی مقدس سرزمین پر اپنے حقوق کی دعویداری کی، اس انداز سے کہ ان کے آباء و اجداد 1880 کی دہائی میں اس انداز میں نہ کر سکے تھے۔

سرگرمی 3

امریکی مورخ ہاورڈ اسپوڈک (Howard-Spodek) کے مندرجہ ذیل بیان پر تبصرہ کیجیے۔ ''امریکی انقلاب کے اثرات آباد کاروں کے برخلاف مقامی لوگوں کے لیے واقعتاً۔ توسیع تنگی بن گئی۔ جمہوریت استعداد بن گئی، خوشحالی غریبی بن گئی اور آزادی قید و بند بن گئی۔

ہندوستان برطانوی حکومت کے تحت	بغیر نمائندگی کے ٹیکس دینا، برابری کے طور پر نہیں دیکھا گیا (استدلالی طور پر نمائندہ حکومت ذمہ داری کے لیے تیار نہیں)
امریکہ اور آسٹریلیا میں اصلی باشندے	شہری کے طور پر نہیں دیکھا گیا برابر نہیں ''استدلالی توجیہہ'' قدیم دور میں باضابطہ کھیتی نہیں ہوتی تھی۔ مستقبل میں شہریوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں تھی۔
امریقی غلام امریکہ میں	شخصی آزادی کا انکار، برابر نہیں ہیں (استدلالی توجیہہ ''غلامی ان ہی کے سماجی نظام کا حصہ ہے'' کالے لوگ کمتر ہیں)

آسٹریلیا (Australia)

شمالی و جنوبی امریکہ کی طرح آسٹریلیا میں بھی انسانی آبادی کی تاریخ بہت طویل ہے۔ ''قدیم اصلی باشندے'' ایک عمومی نام جو بہت سے مختلف سماجوں کو دیا گیا ہے، اس براعظم میں 40,000 سال قبل پہلے سے آنا شروع ہو گئے تھے (یہ ممکن ہے کہ اس سے بھی قبل آئے ہوں) وہ لوگ نیوگینیا (New Guinea) سے آئے تھے جو آسٹریلیا کے ساتھ ایک طویل زمینی پل کے ذریعہ جڑا ہوا تھا۔ اصلی باشندوں کی روایات کے مطابق وہ آسٹریلیا میں نہیں آئے تھے بلکہ وہ ہمیشہ سے یہیں آباد تھے۔ گزشتہ صدیوں کو تصوراتی دور (Dream Time) کہا جاتا ہے۔ یوروپ کے لوگوں کے لیے جسے سمجھنا مشکل تھا کیونکہ ماضی اور حال کے درمیان فرق غیر واضح ہے۔

اٹھارہویں صدی کے اخیر میں مقامی قوموں کی تعداد 350 سے 750 کے درمیان اور ہر ایک کی اپنی زبان تھی (یہاں تک کہ آج بھی ان میں سے دو سو زبانیں بولی جاتی ہیں)۔ مقامی باشندوں کا ایک دوسرا بڑا گروپ شمال میں رہتا ہے۔ ان کو ٹورس اسٹریٹ آئی لینڈرس (Torres Strait Islanders) کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے لیے باشندوں کی اصطلاح نہیں استعمال کی جاتی ہے کیونکہ یہ مانا جاتا ہے کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ مجموعی طور پر آسٹریلیا کی موجودہ آبادی میں 2.4 فیصد ہیں۔

آسٹریلیا کی آبادی منتشر ہے اور آج بھی اکثر شہر ساحلوں کے کنارے آباد ہیں (1970 میں جہاں برطانیہ کے لوگ پہلے پہنچتے تھے) کیونکہ وسطی علاقہ بے آب و گیاہ صحرا ہے۔

یوروپ کے لوگ آسٹریلیا پہنچے	
1606	ڈچ سیاحوں نے آسٹریلیا کو دیکھا۔
1642	ڈچ سیاح تسمان، جزیرہ پر اترا۔ بعد میں جس کو تسمانیہ کے نام سے موسم کیا گیا۔
1770	جیمس کک بوٹانی خلیج (Botany Bay) پہنچا جس کو نیوساؤتھ ویلس (New South Wales) کے نام سے موسوم کیا گیا۔
1788	برطانیہ کے سزایافتہ مجرموں کی نوآبادی (Penal Colony) کا قیام، سڈنی کا قیام۔
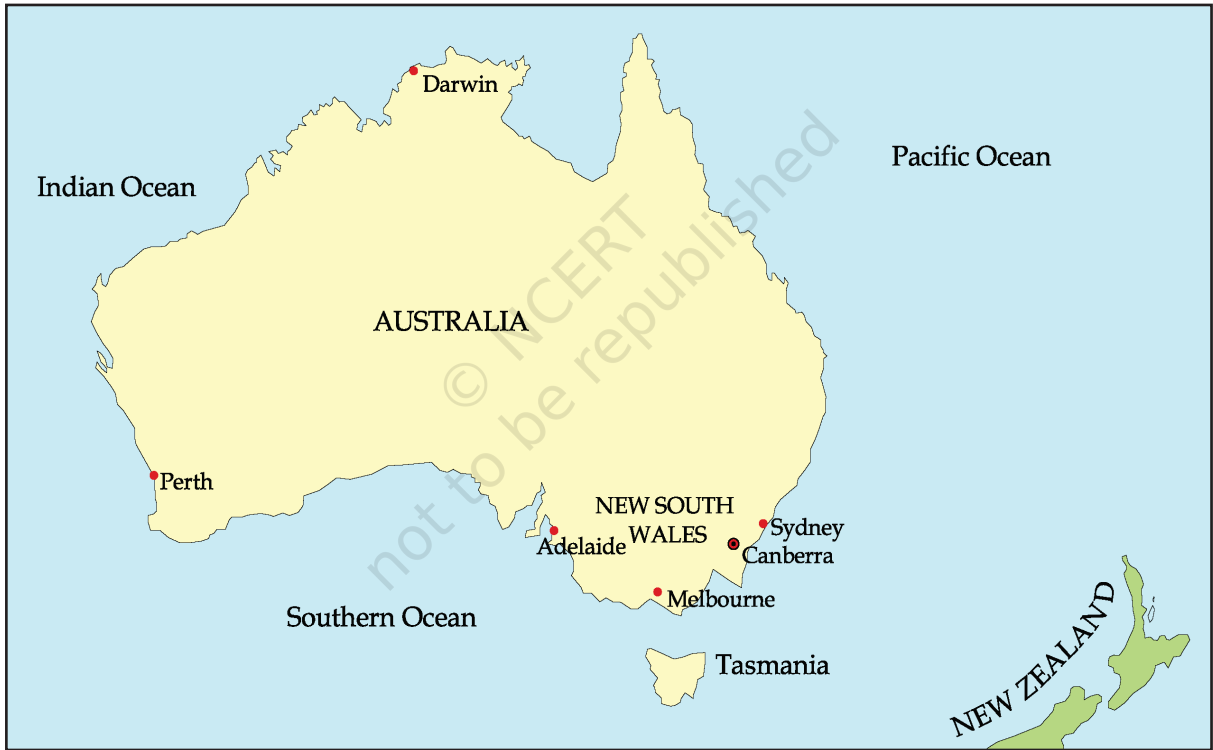
نقشہ 2: آسٹریلیا

یوروپی آبادکاروں اور مقامی لوگوں کے درمیان باہمی تعلقات کی کہانی اور آسٹریلیائی زمین کے کئی نکات امریکی کہانی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اگر چہ اس کی شروعات 300 سال بعد ہوئی، مقامی لوگوں سے ملاقات کے بعد کیپٹن کک اور اس کے عملہ کی طرف سے ابتدائی رپورٹیں ان کے دوستانہ سلوک کے بارے میں پرجوش تھیں برطانیہ کے لوگوں کے احساسات میں اس وقت شدید بدلاؤ آیا، جب ایک مقامی آدمی کے ذریعہ آسٹریلیا میں نہیں بلکہ ہوائی میں کک قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ اکثر ہوا ہے کہ اس طرح ایک حادثہ کو آباکاروں نے اس کے بعد میں ہوئے دوسرے لوگوں کے خلاف تشدد کے لیے جواز بنا کر استعمال کیا ہے۔

1790 میں سڈنی علاقہ کا ایک بیان

''برطانیہ کی موجودگی نے مقامی لوگوں کی پیداوار کو ڈرامائی طور پر درہم برہم کر دیا۔ ہزاروں بھوکے لوگوں کی آمد اور اس کے بعد سینکڑوں لوگوں کی مزید آمد نے غذا کے مقامی وسائل پہ بے مثال دباؤ ڈالا۔

پس لوگوں نے ان سب چیزوں کے بارے میں کیا سوچا ہوگا۔ ان کے لیے اتنے بڑے پیمانے پر مقدس جگہوں کی تباہی، ان کی زمین پر عجیب وغریب اور پر تشدد سلوک نا قابل فہم تھا۔ نئے آنے والے درختوں کو بغیر کسی وجہ کے کاٹتے جاتے۔ کیونکہ نہ تو وہ چھوٹی کشتیاں (Canoes) بنا رہے تھے اور نہ جنگلوں سے شہد حاصل کر رہے تھے اور نہ جانوروں کو پکڑ رہے تھے۔ پتھروں کو ہٹایا گیا اور ایک جگہ انبار لگا دیا۔ مٹی کھودی گئی اور اسے شکل دے کر پکایا گیا۔ زمین میں سوراخ کیے گئے بڑی اور ضخیم عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ ممکن ہے کہ ابتداء میں انہوں نے یہ سوچا ہو کہ زمین سے درخت کو کاٹ کر ایک مقدس مذہبی میدان بنایا جائے گا۔ شاید انہوں نے سوچا ہو کہ مذہبی رسومات کا ایک بڑا اجتماع ہونے والا ہے۔ اس خطرناک کام (تجارت) سے ان کو پوری طرح دور رہنا چاہیے۔ اس میں کوئی شکل نہیں کہ ڈارکس (Daruks)، اس کے بعد نوآبادی سے بچنے لگے۔ ان کو دوبارہ واپس لانے کا واحد راستہ سرکاری طور پر اغوا کرنا تھا۔''

(پی گرم شا، ایم۔ لیک، اے۔ میک گراتھ۔ ایم کوارٹلی، گریٹنگ اے نیشن) (P.Grimshaw, M.Lake, A.Mc Grath, M. Quartly, *Creating a Nation*)

یہ لوگ (مقامی لوگ) دور اندیش نہیں تھے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں تقریباً 90 فی صد لوگ جراثیم کے پھیلے اثرات سے اپنی زمینوں اور وسائل کے کھونے سے اور آبادکاروں کے خلاف جنگ میں مارے گئے۔ برازیل میں مقامی لوگوں کے ساتھ پرتگالی مجرموں کو آباد کرنے کا تجربہ اس وقت چھوڑنا پڑا جب ان کے پر تشدد سلوک کی وجہ سے مقامی باشندوں کو ہر غیظ وغضب اور انتقام کے لیے برانگیختہ کر دیا۔ برطانیہ نے امریکی نوآبادیوں میں ان کے آزاد ہونے سے پہلے بالکل یہی طریقہ اپنایا تھا۔ پھر اسے انہوں نے آسٹریلیا میں بھی جاری رکھا۔ ابتدائی آبادکاروں میں اکثر مجرم تھے جن کو برطانیہ سے جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ اور جیل کی مدت ختم ہونے کے بعد ان کو آسٹریلیا میں آزاد لوگوں کی طرح رہنے کی اجازت اس شرط پر دی گئی تھی کہ وہ برطانیہ واپس نہیں جائیں گے۔ ان کو لوٹنے کی کوئی امید نہ تھی اور اپنے وطن سے بالکل مختلف ملک میں اپنے آپ زندگی گزارنی تھی۔ اس لیے انہوں نے مقامی لوگوں کو ان کی کاشت کی زمینوں سے بے دخل کرنے میں کسی قسم کے تردد سے کام نہیں لیا۔

آسٹریلیا کی ترقی

1850	آسٹریلیا کی نوآبادیوں کو حکومت خود اختیاری عطا کی گئی۔
1851	چینی قلیوں کا وطن تبدیل کرنا جن پر 1855 میں قانون کے ذریعہ روک لگا دی گئی تھی۔
1851-1861	سونے کے لیے یورش (Gold Rushes)۔
1901	چھ صوبوں کے ساتھ آسٹریلیائی وفاق (Federation of Australia) کا قیام۔
1911	کینبیرا (Canberra) کا دارالحکومت کی حیثیت سے قائم ہونا۔
1948-75	دو ملین یوروپی لوگوں کی آسٹریلیا کی طرف ہجرت۔

یوروپی نو آبادی کے تحت آسٹریلیا کی معاشی ترقی میں اس قدر تبدیلیاں وقوع پذیر نہیں ہوئیں جیسا کہ امریکہ کی معیشت میں ہوئی تھیں۔ بھیڑوں کے وسیع فارم اور کانوں کے اسٹیشن (Mining Station) ایک لمبے عرصہ میں اور بڑی محنت سے قائم کیے گئے تھے۔ اس کے بعد انگور کے باغ لگائے گئے اور گیہوں کی کھیتی شروع ہوئی۔ یہی چیزیں ملک کی خوشحالی کی بنیاد بنیں۔ جب صوبے متحد ہوئے تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ آسٹریلیا کی ایک نئی راجدھانی 1911 میں بنائی جائے گی۔ اس وقت اس کا نام وڈ ویٹ گولڈ (Wood Wheat Gold) تجویز کیا گیا تھا۔ آخر میں اسے کینبیرا Canberra (=Kanberra= ایک قدیم لفظ جس کے معنی مجلس یا ملنے کی جگہ) کا نام دیا گیا۔

کچھ مقامی باشندوں کو فارموں میں ملازم کے طور پر رکھا گیا اور یہ ایسے سخت حالات میں کام کرتے تھے کہ ان کا غلامی سے فرق بہت کم ہوتا تھا۔ بعد میں چینی تارکین وطن نے سستی مزدوری فراہم کی جیسا کہ کیلی فورنیا میں ہوا تھا۔ لیکن غیر سفید فاموں پر منحصر ہونے کے بڑھتے خدشہ سے دونوں ملکوں کی حکومتوں نے چینی تارکین وطن پر پابندی لگا دی۔ 1974 تک عوامی ڈر اس سلسلے میں کہ جنوب ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا کے کالے لوگ بڑی تعداد میں آسٹریلیا آسکتے ہیں، اس قدر تھا کہ غیر سفید فام لوگوں کو باہر رکھنا حکومت کی پالیسی تھی۔

سرگرمی 4

1911 میں یہ اعلان کیا گیا کہ نئی دہلی اور کینبیرا کو برطانوی ہندوستان اور آسٹریلیائی کامن ویلتھ (دولت مشترکہ کی شہری راجدھانی بنایا جائے گا۔ دونوں ملکوں کے اصلی باشندوں کے اس وقت کے سیاسی حالات کا مقابلہ اور موازنہ کیجیے)۔

تبدیلی کی ہوائیں

1968 میں لوگوں کو ماہر بشریات ڈبلیو۔ ای۔ ایچ۔ اسٹینر (W.E.H. Stanner) کے ایک لیکچر سے جلا ملی جس کا عنوان ''عظیم آسٹریلیائی خاموشی'' (The Great Australian Silence) تھا۔ یعنی اصلی باشندوں کے متعلق مورخین کی خاموشی 1970 کی دہائی سے جیسا کہ شمالی امریکہ میں ہو رہا تھا۔ مقامی باشندوں کی دلچسپی کافی بڑھی تھی۔ یہ بشریاتی تجسس کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ایسی قومیں ہونے کی وجہ سے تھا جن کے پاس بہترین تہذیبیں ہیں۔ فطرت اور موسم کو سمجھنے کے انوکھے طریقے تھے اور انھیں ایسی قوموں کی طرح سمجھا تھا جن کے پاس کہانیاں، پارچہ بافی، مصوری اور مجسمہ سازی میں مہارت تھی۔ جن کو سمجھنا محفوظ رکھنا اور ان کا احترام کرنا ضروری تھا۔ اس سب کی تہہ میں وہ ضروری سوال پوشیدہ تھا جس کو بعد میں ہینری رینالڈ (Henry Reynolds) نے ایک پر اثر کتاب Why Weren't We Told? (ہمیں بتایا کیوں نہیں؟) میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اس نے آسٹریلیا کی تاریخ کے لکھنے کی اس روایت کی بھرپور مذمت کی جس کے اعتبار سے آسٹریلیا کی ابتداء کیپٹن کک کی ''دریافت'' سے ہوئی تھی۔

اس کے بعد سے مقامی باشندوں کی تہذیبوں کا مطالعہ کرنے کے لیے یونیورسٹیوں میں شعبہ جات قائم کیے گئے، آرٹ گیلریوں میں مقامی آرٹ گیلریوں کا اضافہ کیا گیا۔ میوزیم میں توسیع کی گئی تاکہ ان میں (سہ ابعادی مجسمے Dioramas) اور مقامی تہذیب کو مترشح کرنے کے لیے تصوراتی طریقے پر سجائے گئے کمروں کو ان میں جگہ دی جائے۔ اور مقامی باشندوں نے اپنی زندگیوں کی تاریخ لکھنا شروع کی۔ یہ ایک حیران کن کوشش تھی اور ایک نازک مرحلہ میں وجود میں آئی تھی۔ کیونکہ اگر مقامی تہذیبوں کو بدستور نظر انداز کیا جاتا رہتا تو اس وقت ان تہذیبوں کی بہت سی چیزیں بھلا دی گئی ہوتیں۔ 1974 سے کثیر الجہاتی تہذیب (Multiculturalism) آسٹریلیا کی سرکاری پالیسی ہے جو مقامی تہذیب اور یوروپ و ایشیا کے تارکین وطن کی تہذیبوں کو برابر عزت دیتی ہے۔

''کیتھی (Kathy) میری بہن ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ،
میں نہیں جانتی کہ میں تمہارا شکریہ کس طرح ادا کروں
تمہارے تصوراتی دور (Dream Time) کی خوشی اور غم کی کہانیوں کے لیے
جو کتابوں میں لکھی گئیں ہیں
تم ان کالے بچوں میں سے ایک تھیں
جن کے ساتھ کھیلنے کی مجھے اجازت نہ تھی—
دریا کے کنارے خیموں میں بسنے والے، غلط رنگ
(میں تم کو سفید نہیں بنا سکتی ہوں۔)
تو دیر ہو چکی تھی جب میں تم سے ملی
بعد میں یہ جاننے لگی
ان لوگوں نے مجھ کو یہ نہیں بتایا کہ جس زمین سے مجھے محبت ہے
وہ تم سے چھینی گئی تھی۔''

''دو تصوراتی دور'' (Two Dream times) جس کو اوڈ گیرو نونوال (Oodgeroo Noonuccal) کے لیے لکھا گیا۔

جوڈتھ رائٹ JUDITH WRIGHT
(1915-2000)
ایک آسٹریلیائی مصنفہ جو آسٹریلیا کے قدیم مقامی باشندوں کے حقوق کی حمایتی تھی۔ اس نے بہت سی موثر نظمیں اس نقصان سے متعلق لکھی ہیں جو گورے اور مقامی باشندوں کو جدا رکھنے کی وجہ سے ہوا تھا۔

1970 کی دہائی سے جب انسانی حقوق کی اصطلاح اقوام متحدہ اور دوسرے بین الاقوامی اداروں میں سنی جانے لگی تو آسٹریلیا کے عوام نے اس خطرناک چیز کو محسوس کیا کہ امریکہ، کناڈا اور نیوزی لینڈ کے برعکس آسٹریلیا کے مقامی باشندوں کے ساتھ یوروپی لوگوں کے ذریعہ زمین لینے سے متعلق باضابطہ معاہدے نہیں کیے گئے ہیں۔ حکومت نے آسٹریلیا کی زمین کو ہمیشہ ٹیرا نولیوس (Terra Nullius) یعنی کسی کی ملکیت نہیں' اصطلاح کا استعمال کیا ہے۔ مخلوط نسل (مقامی یوروپی) والے بچوں کی اذیت ناک اور لمبی تاریخ تھی جن کو جبراً پکڑ لیا جاتا تھا اور ان کو مقامی رشتہ داروں سے جدا کر دیا جاتا تھا۔

ان سوالات کو لے کر ہونے والے مظاہروں کی وجہ سے تحقیقات ہوئیں اور دو اہم فیصلے ہوئے۔ پہلا اس کا اعتراف کرنا کہ مقامی لوگوں کے پاس زمین کی موافقت میں تاریخی دستاویزات ہیں جو ان کے نزدیک مقدس زمین ہے۔ اور اس کا احترام کیا جانا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ جب ماضی کے اعمال کا کفارہ ادا نہیں کیا جا سکتا تو ان بچوں کے خلاف کی گئی ان ناانصافیوں کے بارے میں عوامی معافی مانگی جائے جس نے ''سفید لوگوں'' کو علیحدہ رکھنے کی کوشش کی تھی۔

1974	'سفید آسٹریلیا' پالیسی کا خاتمہ ایشیائی تارکین وطن کو آسٹریلیا میں داخلے کی اجازت۔
1992	آسٹریلیائی ہائی کورٹ نے (مابو (Mabo) کیس میں) ٹیرا نولیو سکے قانونی طور پر ناجائز ہونے کا اعلان کیا اور 1770 سے پہلے مقامی لوگوں کے زمین پر دعوے کو تسلیم کیا۔
1995	مقامی لوگوں کے اور ٹورس اسٹریٹ (Torres Strait) آئی لینڈ کے بچوں کو ان کی فیملی سے الگ کیے جانے کے معاملے میں ایک فوجی جانچ۔
1999	1820 کے دہے سے 1970 کے دہے تک گم ہوئے بچوں سے معافی کے طور پر ''قومی یوم معافی'' ''A National Sorry Day'' (26 مئی) منایا جاتا ہے۔

مشق

مختصر جواب دیں

1۔ شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے مقامی لوگوں کے درمیان کے فرق سے متعلق کسی بھی نکتہ پر تبصرہ کیجیے۔
2۔ انگلش کے استعمال کے علاوہ، انیسویں صدی کے امریکہ میں انگریزی معاشی اور سماجی زندگی کی اور کون سی دوسری خصوصیات تم دیکھتے ہو؟
3۔ امریکیوں کے لیے 'سرحد' کا کیا مطلب تھا؟
4۔ آسٹریلیا کے اصلی باشندوں کی تاریخ کو، تاریخ کی کتابوں سے کیوں الگ رکھا گیا؟

مختصر مضمون لکھیے

5۔ لوگوں کی تہذیب کی وضاحت میں میوزیم گیلری کتنی اطمینان بخش ہے؟ کسی میوزیم کو دیکھنے کے بعد اپنے ذاتی تجربہ سے مثالیں دیجیے۔
6۔ تصور کیجیے کہ تقریباً 1880 کے درمیان کیلی فورنیا میں چار لوگوں کی ملاقات ہوتی ہے جن میں ایک سابق افریقی غلام ہے، دوسرا چینی مزدور ہے، تیسرا ایک جرمن باشندہ ہے جو سونے کی یورش کے زمانے میں آیا تھا اور ہوپی (Hopi) قبیلہ کا اصل باشندہ ہے۔ ان کے مابین بات چیت کو بیان کیجیے۔